جناب اختر راہی - بی اے

مولانا لیاقت علی الہ آبادیؒ

وطن و ولادت | مولانا پرگنہ چائل ضلع الہ آباد کے ایک دیہات مہگاؤں کے رہنے والے تھے۔ مہگاؤں الہ آباد سے دس میل مغرب کی جانب ٹرنک روڈ پر واقع ہے۔ مولانا کا یوم ولادت قطعی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا البتہ قرائن سے عبدالباری ہاشمی ایم اے نے ۱۸۱۵ء تا ۱۸۲۰ء کے دوران میں ان کی ولادت بتائی ہے۔

تعلیم و تربیت | مولانا کے والد مہر علی کاشتکار تھے اور اسی پر گذر بسر تھی۔ البتہ ان کے بھائی دائم علی فوج میں ملازم تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے چچا دائم علی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت جلد ہی اپنے علاقے میں درجہ امتیاز حاصل کر لیا

ملازمت اور وعظ و تذکرہ | غالباً چچا ہی کی صحبت و مشورہ سے فوج کی ملازمت کر لی۔ لیکن سال بھر سے زیادہ اس کافرانہ حکومت کے لئے سپاہیانہ خدمات انجام نہ دے سکے۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ اثر تحریک مجاہدین کا ہی تھا، کیونکہ بعد میں مولوی صاحب تحریک مجاہدین کے سرگرم پروانے بن گئے تھے۔ اپنے وعظ و تقریر میں انگریزی حکومت پر نوک جھونک کر جاتے تھے۔ جیسا کہ مفتی شہابی لکھتے ہیں:

"وعظ و تذکیر میں اقتدار نصاریٰ پر تنبیہاً اشارے کر جاتے تھے، اور اپنے مریدین کو جہاد کی ترغیب و تشویق کی تلقین کرتے تھے۔"

مولانا محض واعظِ خشک ہی نہ تھے، بلکہ زہد و تقویٰ میں بھی نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے، اور بیسیوں لوگ ان کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔

مولانا سید احمد شہیدؒ کی تحریک سے متاثر تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ اس مجاہدانہ تحریک نے آزادی کی لگن ہر دل میں پیدا کر دی تھی اور ہر گلی کوچے میں "جہادیہ" گایا جا رہا تھا۔ شاعروں نے منظوم جہادیے اور رجزیہ نظمیں لکھ کر اس تحریک کو عوامی بنا دیا تھا۔

مولانا لیاقت علی نے صرف "سخنے" ہی اس عظیم مقصد کے لئے کام نہ کیا بلکہ "درمے" اور "قدمے" بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ انہوں نے تحریکِ جہاد کی نشر و اشاعت کیلئے مولوی خرم علی بلہوری (م ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء) کے جہادیے کے پہلے ۲۷ اشعار کو شائع کرا کر تقسیم کیا اور ۲۴، ۲۵، اور ۲۶ ویں اشعار کو باقتضائے حالات بدل دیا۔ اس منظوم نشر و اشاعت کے علاوہ ایک منشور اعلان بھی چھپوایا۔

انگریزوں کی نگاہ میں | انگریز حکام نے مولانا کی شخصیت کو ایک "گمنام" عام شہری سے زیادہ حیثیت نہیں دی۔ اولاً تو میلسن کے وقائع نگاروں کو مولانا کے بارے میں کچھ پتہ ہی نہ چلا، اور جب ایک افسر کی معرفت معلوم ہوا تو یہ لکھا کہ "غدر سے پہلے یہ ایک غیر معروف باشندے تھے"۔ مسٹر ویلاک (WILLOCK) لکھتا ہے کہ مولانا لیاقت علی

> "ذات کے بافندے تھے۔ درس و تدریس ان کا پیشہ تھا۔ انتہائی تقدس کے باعث انہوں نے اپنے گاؤں میں بڑی عزت و حرمت حاصل کر لی تھی۔ جب بغاوت کا آغاز ہوا تو پرگنہ چائل کے زمینداروں نے جو کسی بھی قائد کی پیروی کے لئے تیار تھے، اس شخص کو اپنا سردار چن لیا۔ اور شہر پر حملہ بول دیا۔ شاہ دہلی کی جانب سے اسی کو ضلع کا گورنر بنا دیا گیا۔"

ویلاک کے اس بیان میں تضاد نمایاں ہے۔ اگر وہ کوئی غیر معروف آدمی تھے تو انہیں عوام میں مقام محترم کیسے حاصل ہو گیا؟ اور اگر وہ محترم نہ تھے تو پھر زمینداروں کا اپنا سردار بنا لینا ہی کیا معنی رکھتا ہے؟

تنقید | مولانا کے والد کاشتکار تھے نہ کہ بافندے اور اگر بافندگی ہی ان کا پیشہ ہو تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ عزت و احترام تو صلاحیت اور قابلیت پر مبنی ہے نہ کہ کوئی پیشہ ذلیل یا محترم بناتا ہے۔ مولانا ایک خود دار حریت پسند تھے وہ بھلا انگریزوں سے کیسے راہ و رابطہ رکھتے

اور معروف بننے کے لئے کوشاں رہتے۔

انقلاب ۹ر مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی میں سرکشی کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس کے ساتھ الٰہ آباد میں جہاد کے نعرے بلند ہونے لگے۔ ۵ر جون کو جہاد کا باقاعدہ اعلان ہوا اور ۷ر جون کو مولانا لیاقت علی الٰہ آباد پہنچے۔ اور قیادت سنبھال لی۔ خسرو باغ الٰہ آبادی کو مستقر بنایا گیا اور انقلابی حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا نے انتظامی امور کے لئے تھانیدار اور تحصیلدار مقرر کئے۔

میلی سن لکھتا ہے کہ "پیروانِ اسلام میں مولوی صاحب کا نام ہر ایک کی زبان پر تھا۔"

عارضی حکومت انقلابی حکومت کے قائم ہونے پر انگریز قلعہ میں محصور ہو گئے۔ مولانا کے ساتھی انگریزی توپوں کی زد سے باہر مظاہرے بھی کرتے رہتے۔ مفتی شہابی کے بیان کے مطابق مولانا کے مریدوں کے سے رام چند نامی ہندو کی سرکردگی میں ہندوؤں کی ایک تعداد بھی ان کا ساتھ دے رہی تھی۔

مولانا نے پہلے جہادیہ منسوب بہ خرم علی بلہوری شائع کیا تھا، اب ایک نثر میں دعوتِ عام چھپوائی اور اسے تقسیم کیا، عوام کو جہاد پر اکسایا، کنہیا لال نے اس اعلان کا پورا متن درج کیا ہے۔ مولانا نے اس اعلان میں انگریزی مظالم کو ایک ایک کر کے گنایا اور اسلامی نقطۂ نظر سے جہاد کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

چنانچہ اس اشتہار اور اعلانِ عام کے بعد ۱۷ر جون کو انگریزوں اور مجاہدین میں مقابلہ ہوا اور بدقسمتی سے انگریزوں کا پلڑا بھاری رہا اور الٰہ آباد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ مولانا الٰہ آباد سے نکل کر نانا راؤ کے پاس کانپور چلے گئے۔ نانا راؤ نے بو فتح پور کی مہم پر بھیجا۔ اس مہم میں بروایت میلی سن "الٰہ آباد کا مولوی" بھی شامل تھا۔ کانپور میں مولانا نے بخشی زین العابدین کے مکان پر قیام کیا تھا۔

جون ۱۸۵۸ء میں مولانا پھر احمد اللہ شاہ کے ساتھ سرگرم کارزار دکھائی دیتے ہیں۔

احمد اللہ شاہ کی شہادت کے بعد مولانا لیاقت علی گجرات آ گئے۔

مولوی لیاقت علی ایک سال بڑودہ میں رہے پھر لاجپور میں قیام کیا۔ ہر جگہ اپنی عالمی عافیت اور عقلمندی کی بنا پر محفل رہے۔ لاجپور کے قیام کے دوران میں مولانا نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ مولانا کے اصلاحی جذبے میں بالکل کمی واقع نہ ہوئی، بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرمی دکھاتے رہے۔ کئی قبیح رسوم کو ختم کیا اور "فرقہ جہادیہ" کے نام سے لوگوں کی بیعت حاصل کرتے تھے۔

۱۸۶۳ء میں ابراہیم محمد یاقوت خان تخت نشین ہوئے۔ ریاست میں تمام مقدمات شریعت

اسلامی کے مطابق فیصل ہوتے تھے۔ مولانا لیاقت علی اور صوفی عبدالاحد لاچوری یہ فرائض انجام دیتے تھے۔

یہیں مولانا نے کرنک یا جے پور کے ایک عالم کی صاحبزادی سے شادی کر لی جن سے ایک لڑکی امت اللہ نامی پیدا ہوئی، دس سال تک مولانا لاچور میں مقیم رہے۔ آخر انگریزی حکومت کو ان کے بارے میں اطلاع مل گئی۔ مولانا ٹوہ پاکر لاچور سے بمبئی چلے گئے اور یہیں گرفتار ہو گئے۔

عام طور پر یہ روایت مشہور ہے کہ مولانا الہ آباد سے شکست کھانے کے بعد دہلی آئے تھے اور بادشاہ سے فوجی امداد طلب کی تھی لیکن بخت خان کے ساتھ لکھنؤ کا پروانۂ ولایت لے کر لکھنؤ چلے گئے۔ مفتی شہابی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے الہ آباد گئے اور پھر لکھنؤ۔ لیکن یہ دونوں روایات درست نہیں۔ لکھنؤ کا پروانۂ ولایت کیسے مل سکتا ہے۔ جبکہ وہاں برجیس قدر تخت نشین ہو چکا تھا۔ اور وہاں ان کے پاس کوئی سپاہ بھی نہیں اور واپس بھلا الہ آباد جانے میں کیا رمز ہے؟ پھر مزید کڑی جوڑی جاتی ہے کہ وہ اودھ سے نیپال چلے گئے۔ انگریزی حکومت نے نیپال کے راجہ کو مفرور واپس کرنے کو کہا تو حکومت نیپال نے چند افراد کے علاوہ سب کو واپس بھیج دیا۔ ان ہی میں مولانا لیاقت علی بھی تھے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج — تا ثریا مے رود دیوار کج

عبدالباری عاصی ہی کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔

مولانا لیاقت علی گرفتار ہوئے اور مقدمۂ بغاوت چلا۔ مقدمہ کیا تھا۔ انگریزوں نے اپنے انتقام کی خاطر دو چار پیشیوں کے بعد سزا بعبور دریائے شور کا حکم سنا دیا۔ ۱۸۶۹ء میں انڈمان پہنچے تقریباً ۲۳ سال تک انڈمان میں اسیری کی زندگی بسر کر کے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

مولوی محمد جعفر تھانیسری نے انڈمان سے روانگی پر جو دعوت اپنے دوستوں کو دی ان میں مولانا لیاقت علی الہ آبادی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو اسارت میں بھی اپنے ہم مسلک مجاہدین سے کس قدر انس تھا۔